مطبوعات

اقبال اور جدید دنیائے اسلام	جناب ڈاکٹر معین الدین عقیل ناشر: مکتبۂ تعمیر انسانیت،

اردو بازار، لاہور۔ اجلی اجلی جدید طباعت اور پروقار جلد و گرد پوش کے ساتھ ۳۰۹ صفحات
قیمت: ۷۵/- روپے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل اب ادبی تحقیقات کے دائرے میں اتنا کام کر چکے ہیں کہ ان کا نام اچھے معیارِ کار کی ضمانت ہے۔ اس کتاب کی نوعیت وہ نہیں جو عام طور پر علامہ اقبالؒ کے کسی فنی پہلو، کسی خاص نظریے، یا شخصیت و سوانح کے متعلق سامنے آتی رہتی ہیں۔ ان کی افادیت اپنی جگہ، لیکن ڈاکٹر عقیل نے اقبال کو بڑے وسیع تاریخی ماحولی کینوس میں رکھ کر پیش کرتے ہوئے متعدد ذمہ داریاں اپنے سر لی ہیں۔ اور یہ کام کسی نہ کسی کو جامع شکل میں کرنا ہی تھا۔ جستہ جستہ مختلف پہلوؤں پر اوروں نے بھی جا بجا لکھا ہے۔ مگر پورے عالمِ اسلام (خصوصاً جدید دور کو) پیشِ نظر رکھ کر اقبال کو سمجھنے سمجھانے کی کوئی موثر و وقیع کوشش نہیں کی گئی۔ حالانکہ اقبال کی شاعری کی معنوی روح کا اصل سرچشمہ اسلام ہے اور وہ جدید یا معاصر عالمِ اسلام کے احوال کے مدوجزر کے ساتھ ساتھ فکر و فن کے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ڈاکٹر عقیل کی مدد کے بغیر بھی کوئی بے تعصب حقیقت پسند صاحبِ مطالعہ بآسانی مسلمانانِ عالم کے واقعات و احوال کے ساتھ علامہ کی غزلیں اور نظمیں اور مثنویاں رکھ کر دکھا سکتا ہے کہ کس صورتِ حال نے ہمارے ملی شاعر کے اندر کس نوع کا تلاطم پیدا کیا۔ اور اس کا اثر کب تک چلا اور پھر اس میں کوئی موڑ آیا تو کب آیا اور کوئی دوسری چیز چھا گئی تو وہ کدھر سے نمودار ہوئی۔

اقبال شناسی جیسے اقبال فہمی کی اصطلاح کی جگہ ہم نے ایرانی لٹریچر سے اخذ کیا۔ اس کی راہ

ہیں اپنی نہج سے یہ ایک مکمل اقدام ہے جو ہمارے سامنے آیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جس شخص نے اسلام، عالمِ اسلام اور اس کی جدید تحریکات اور مسلم معاشروں میں مغربی امپریلزم اور فلسفۂ تہذیب کی پیدا کردہ کشمکش اور اس کی مزاحمتی مساعی کو نہ سمجھا تو وہ کسی بھی طرح اقبال شناسی کے صحیح مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا مدعا بعض دوسرے اہم عناصر کی قدر و قیمت کا انکار کرنا نہیں ہے مگر جو بات میں نے کہی ہے وہ تو اقبال فہمی کی ایک اٹل شرط ہے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل کے کام کی پیچیدگی یہ ہے کہ وہ کلامِ اقبال میں جگہ جگہ سے خاص عنوانات، ضروری حوالے اور اشارے، شخصیتوں کا ذکر، واقعات کی تلمیحات، بعض مقولے، کچھ خاص طرح کے انداز ہائے بیان، کہیں نہایت اُبھری ہوئی صراحتیں اور کہیں کنایتیں ذہن میں جذب کر کے پھر ان کا جوڑ "عالمِ اسلام کے مسائل، افکار اور تحریکات" سے ملا کر دیکھتا ہے تو یہ کھلتا ہے کہ کلامِ اقبال تو ایک اچھا خاصا آئینہ ہے جس میں مسلمانوں کے دکھ اور کرب اور ان کے عزائم اور اُمیدوں کے عکس جھلملاتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ ساتھ علامہ کے اپنے افکار، احساسات اور جذبات نشو و نما پا کر رنگا رنگ فنی گلدستے پیش کرتے ہیں۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے دَور کے ایک نوجوان محقق نے تحقیق کا ایک بہت اچھا معیار قائم کیا ہے اور اپنے دعووں کے ساتھ دلائل اور حوالوں کے لشکر کھڑے کر دیے ہیں۔ انھوں نے بڑی عرق ریزی سے وہابی تحریک، شاہ ولی اللہ تحریک، سنوسی تحریک، علی گڑھ تحریک، سید جمال الدین افغانی کی تحریک (اتحادِ اسلامی)، تحریکِ خلافت، ترکی میں انہدامِ خلافت اور تحریکِ تجدد کا ظہور، وطنی قومیت اور مغربیت کا مسئلہ، مسئلہ فلسطین، اشتراکیت کا مسئلہ، اور دیگر شخصیات و تحریکات کا اقبال کے کلام کی روشنی میں جائزہ لیا ہے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ جائزہ حقیقت پسندانہ ہے اور تاریخ کا چہرہ اپنے کسی خاص نقشے سے مطابق کرنے کے لیے بگاڑا نہیں گیا۔ سہوِ نظر اور سہوِ قلم کا ہونا معاملہ دیگر ہے۔ میں ان ساری داستانوں کو پڑھتے ہوئے عالمِ اسلام کا اصل قضیہ صرف ایک دریافت کر سکا ہوں۔ وہ ہے، لادینیت پسند اور مادہ پرست مغرب کے اقتدار، دولت، کلچر، ڈپلومیسی، خدا ناشناس علوم اور پروپیگنڈے کے زور سے مسلم معاشروں کو خدا پرستانہ طرزِ حیات اور نقشۂ تہذیب سے ہٹا کر فکری، تہذیبی،

اور سازشی لحاظ سے اپنی غلامی میں جکڑنا اور بین الاقوامی بساطِ مفاد پر شکستوں پر شکستیں دینا تاکہ مسلمان قومیں سر نہ اٹھا سکیں۔ اسی شعور کے ساتھ اقبال عہدِ حاضر کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اسی جنگ کے لیے ایک محاذ بنانے کا خیال تصورِ پاکستان کی صورت میں علامہ کے ذہن میں اُبھرا۔

ترکی اور مصر کے متعلق میں نے نہایت غور سے ڈاکٹر عقیل کا محاکمہ پڑھا ہے۔ انہوں نے اصول پسندی اور اباحت پسندی، تجدید اور تجدد یا اسلام اور سیکولرازم کے دونوں پہلوؤں میں جو موجیں تاریخ میں اُٹھتی دیکھیں ان کو متقابلاً پیش کر دیا ہے۔ اس پہلو سے بھی جانب داری کا مقام تھا جو آج کل کے بہت سے دانشوروں میں رائج ہے، اگر ڈاکٹر عقیل حقیقت بیانی کے پل صراط پہ سے بخیریت گذر گئے ہیں۔ اگرچہ بعض جگہ تشنگی محسوس ہوئی کہ بات جتنی کھلنی چاہیے تھی نہیں کھلی۔ راسخ العقیدہ اسلامیت (+ اجتہاد) اور تجدّد و اباحیت کے دوگونہ رجحانات کے مختلف تناسب زیادہ واضح ہونے چاہییں تھے تاکہ ہم اقبال کا اس تاریخی کشمکش میں صحیح ترین مقام معین کر سکتے۔ اور اقبال کی فکر کو غلط مفہوم دینے کی کوششوں کا اس کتاب کے ذریعے زیادہ زوردار دفاع کر سکتے۔

اِس مجبوری کے تحت کہ ترجمان القرآن میں تبصروں کے لیے زیادہ جگہ میرے تصرف میں نہیں ہے۔ معذرت کرتا ہوں کہ نہ تو میں نشان زدہ حصوں کو زیرِ بحث لا سکا اور نہ بعض اہم عبارات کے اقتباس درج کر سکا۔

میں اس کتاب کو اقبالیات کے دائرے میں بہت مفید، مؤثر اور دلچسپ پاتا ہوں اور بڑی خواہش ہے کہ اقبال شناسی کی راہ کے مسافر ضرور اسے شمعِ راہ بنائیں۔ خواہ وہ دانشور اور صحافی ہوں، ادیب اور شاعر ہوں، استاد اور طالب علم ہوں یا سیاسی لیڈر اور مذہبی اکابر۔

ECONOMIC CONCEPTS OF IBN TAIMIYAH

ترجمہ عنوان: امام ابن تیمیہ کے اقتصادی نظریات۔
تحقیق و ترتیب: جناب عبدالعظیم اصلاحی۔ انگریزی میں لکھی ہوئی کتاب، مغربی معیارِ طباعت و اشاعت و ڈیزائن و ٹائٹل کے ساتھ۔ ناشر: دی اسلامک فاؤنڈیشن، ۲۲۳۔ لندن روڈ۔ لائسسٹر۔ یوکے۔ قیمت معلوم نہیں ہو سکی۔